انتظام المساجد

باخراج اہل الفتن والمفاسد

مفتی محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

خلاصہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد

مفتی محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	خلاصہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد
مصنف	مفتی محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
اہتمام	مشہود مفتی
کمپوزنگ	عبیدالرحمٰن

خاندان مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ

شاگرد رشید
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

سالار کاروان آزادی ۱۸۵۷ء

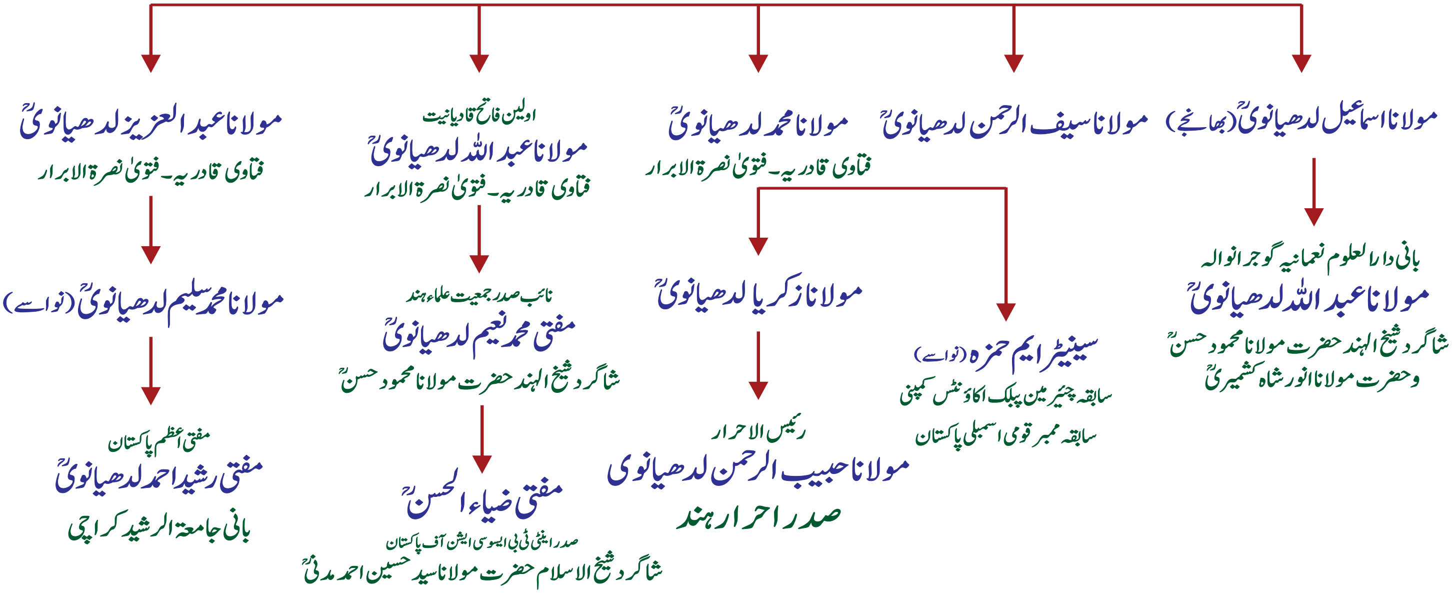

مولانا اسماعیل لدھیانویؒ (بھانجے)

بانی دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ
وحضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ

مولانا سیف الرحمن لدھیانویؒ

سینیٹر ایم حمزہ (نواسے)
سابقہ چئیرمین پبلک اکاؤنٹس کمپنی
سابقہ ممبر قومی اسمبلی پاکستان

مولانا محمد لدھیانویؒ
فتاوی قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار

مولانا زکریا لدھیانویؒ

رئیس الاحرار
مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی
صدر احرار ہند

اولین فاتح قادیانیت
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
فتاوی قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار

نائب صدر جمعیت علماء ہند
مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ

مفتی ضیاء الحسنؒ
صدر اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان
شاگرد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ
فتاوی قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار

مولانا محمد سلیم لدھیانویؒ (نواسے)

مفتی اعظم پاکستان
مفتی رشید احمد لدھیانویؒ
بانی جامعۃ الرشید کراچی

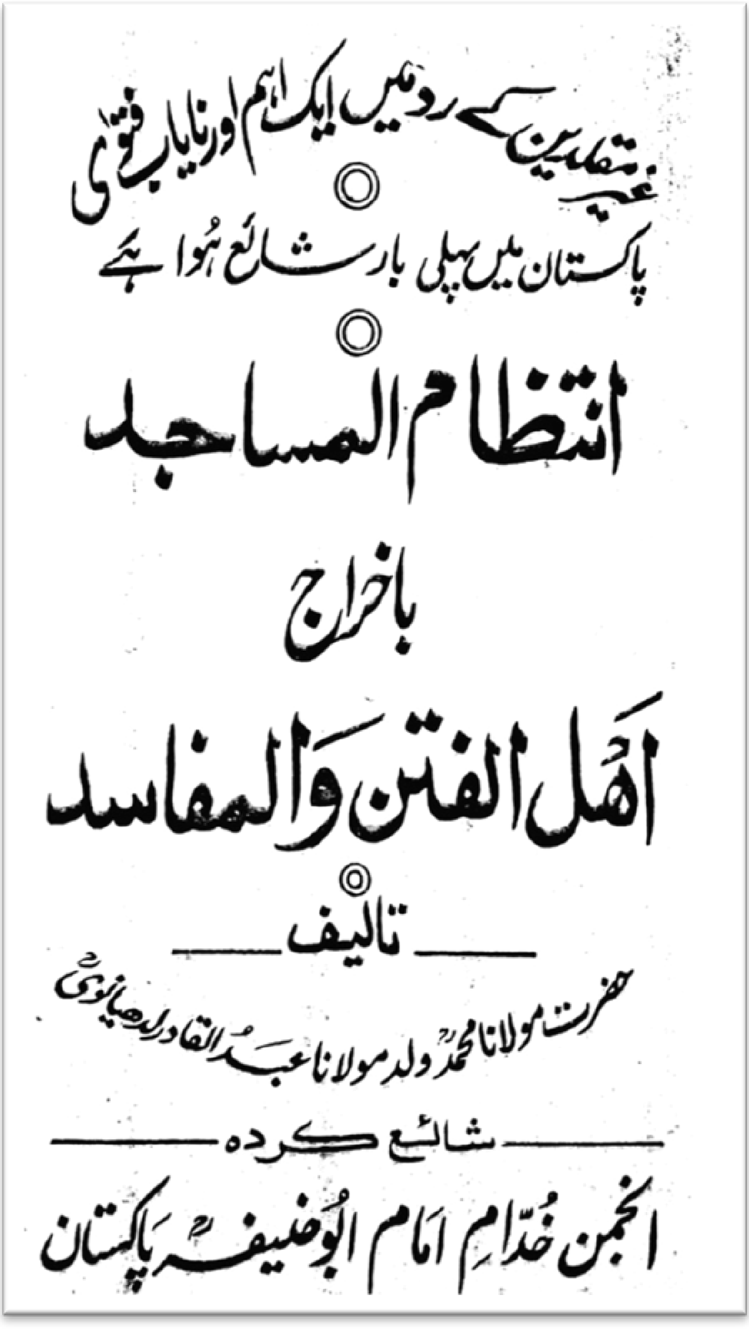

غیر مقلدین کے رد میں ایک اہم اور نایاب فتویٰ

◆

پاکستان میں پہلی بار شائع ہوا ہے

◆

انتظام المساجد

باخراج

اہل الفتن والمفاسد

◆

تالیف

حضرت مولانا محمدؒ ولد مولانا عبد القادر لدھیانویؒ

شائع کردہ

انجمن خدام امام ابو حنیفہؒ پاکستان

عکس اشاعت اول

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص کسی مذہب کا مذاہب اربعہ سے مقلد ہو کر تقلید کو شرک و حرام جان کر ترک کرے اور ائمہ دین خصوصًا امام اعظم کو موردان آیات کا قرار دے جو کفار کے حق میں وارد ہیں جیساکہ نظام الملت میں غیر مقلد جالیسری نے لکھا ہے اور سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بسبب بیس تراویح کے بدعتی کہے اور استقرار خدا (جل) جلالہٗ کا عرش پر ثابت کرے جیساکہ مولوی صدیق حسن بھوپالی نے رسالہ احتوا علی العرش میں لکھا ہے اور مطلقہ ثلاثہ کو بدوں حلالہ کرنے کے واسطے شوہرِ اوّل کے جوازِ نکاح کا فتویٰ دے جیساکہ مولوی محمد حسین لاہوری نے رواج دیا ہے اور ساس سے نکاح درست کہے اور شرائط جمعہ کو معتزلوں شیطانوں کی قرار دے جیسا محمود شاہ نے تبصرۃ الجمو میں لکھا ہے اور نظام الملّت مذکور میں لکھا ہے کہ جو احادیث اور آثار صحیحین اور مؤطا امام مالک میں موجود ہے ان پر بلا تحقیق عمل کرنا درست ہے حالانکہ کتب مذکورہ میں احادیث منسوخہ اور مؤوّلہ بھی موجود ہیں جیساکہ متعہ اور اثر عبد اللہ بن عمرؓ کی جس سے جائز ہونا وطی فی الدبر کا ظاہر معلوم ہوتا ہے، صحیح بخاری میں ہے۔ اور واسطے جوازِ مواکلت و مشاربت اہل کتاب کے یہ سند افترائی گزارے کہ جو قروط بآمیزش چربی خنزیر تیار کیے ہوئے اہل کتاب کے یمن سے آیا کرتے تھے، معاذ اللہ

آنحضرت ﷺ ان کو کھایا کرتے تھے۔ جیسا مولوی عطا محمد ہوشیار پوری نے رسالہ اظہار الحق میں لکھا ہے اور اس رسالہ پر مواہیر مولوی نذیر حسین اور مولوی محمد حسین لاہوری وغیرہ کی ثبت ہوکر لاہور میں چھپ کر پادریوں لدھیانہ کے پاس آیا اور اخبار نور افشاں میں دیر تک چھپتا رہا۔ آیا ایسا شخص زمرہ اہل حق سے خارج ہے یا نہیں اور ایسے شخص کو بایں نیت کہ اس کے آنے سے عوام اہل اسلام کے عقائد بگڑ جاتے ہیں، مساجد سے اخراج کرنے والا وعید آیت: "{وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا} [البقرة: ١١٤]" میں داخل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا! فقط

جواب

اللّٰھم أرنا الحقّ حقاً والباطل باطلاً! ایسا شخص زمرۂ اہل حق سے خارج ہے کیونکہ تقلید ائمہ دین کی جمیع ممالک اہل اسلام خصوصًا حرمین شرفین واولیاء کرام وسلاطین عظام میں اور قدیم الزمان سے جاری ہے اور منکرین پر تعزیر لگائی جاتی ہے اور ان لوگوں کے حق ہونے پر آیات اور احادیث ناطق ہیں۔ یعنی وراثتِ زمین بطور غلبہ اور امن اور اقامت جہاد وغیرہ جو امّت محمدیہ ﷺ کے حق میں شارع سے منصوص ہیں، سب ان میں موجود ہیں۔

> قال الله تعالى: {وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ} [الأنبياء٢١: ١٠٥]
>
> فرمایا اللہ جلّ شانہٗ نے: البتہ تحقیق لکھا ہے ہم نے بیچ زبور کے کہ تحقیق مالک ہوں گے زمین کے میرے بندے نیک۔
>
> قال الله تعالى: {وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا} [النور: ٥٥]

فرمایا اللہ جلّ جلالہ نے: وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے تم میں سے اور کام کیے اچھے، البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے۔ اور البتہ ثابت کرے گا واسطے ان کے دین ان کا جو پسند ہے واسطے ان کے۔ اور البتہ بدل دے گا ان کو پیچھے ڈر ان کے کے امن۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے واسطے حقیت سنّت وجماعت وابطالِ مذہب رفض انہیں آیات کو تحفہ اثنا عشریہ میں دلیل پکڑا ہے۔

قال رسول الله ﷺ: الجهاد ماض مذ بعثني الله إلى أن يقاتل آخر هذه الأمّة الدجال. (سنن أبي داود: ٣/ ١٨)

یعنی فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ جہاد ہمیشہ قائم رہے گا جب سے پیغمبری عطا ہوئی ہے مجھ کو یہاں تک کہ مار ڈالے گا آخر اس امّت کا دجال کو۔

فائدہ

پس اگر تقلید امامانِ دین کی مرضیاتِ حق سے نہ ہوتی تو ہرگز ممالک اہل اسلام میں بموجب قولہ تعالیٰ: ولیمکنن لهم دینهم جو آیت مذکورہ بالا میں خدا جلّ شانہٗ بطور دین جاری نہ ہونے دیتا۔ اسی طرح مردود ہے امامانِ دین خصوصًا حضرت عمرؓ کو بدعتی کہنے والا جن کی شان میں آیات واحادیث وارد ہیں بلکہ چودہ آیات حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل ہوئیں اور حضرت ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا:

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه.

(سنن الترمذي: ٦/ ٥٨)

یعنی مقرر اللہ نے پیدا کیا حق بات عمرؓ کی زبان اور دن پر۔

اور غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۲۴ میں غوث الثقلین نے یہ حدیث نقل کی ہے:

قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: إن الله اختار لي أصحابي فجعلهم أنصاري وجعلهم أصهاري، وإنه سيجيء في آخر الزمان قوم ينقصونهم، ألا فلا تآكلوهم، ألا فلا تشاربوهم، ألا فلا تناكحوهم، ألا فلا تصلوا معهم، ألا ولا تصلوا عليهم، حلت اللعنة.

(المخلصيات: ٣/ ٣٦٨)

حاصل ترجمہ کا یہ ہے کہ: فرمایا رسولِ خداؐ نے کہ اللہ تعالیٰ نے سب خلائق سے مجھ کو منتخب کیا اور منتخب کیے واسطے میرے یار میرے اور کیا ان کو مددگار میرے اور کیا ان کو سسرال میرے (یعنی ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ) اخیر زمانہ میں بعض لوگ نسبت نقصان کے کرنے کے طرف ان کی، آگاہ رہو کہ معاملہ کھانے اور پینے اور رشتہ داری کا نہ رکھنا ساتھ ان کے، اور ان کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنے سے بھی پرہیز کرنا اور نہ پڑھنا جنازہ ان کا اور وہ لوگ موردِ لعنت ہیں۔

اور مولانا شاہ عبد العزیزؒ صاحب نے {وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ الآية} [المزمل: ١٠] کی تفسیر میں لکھا ہے کہ استاد اور پیر و مرشد پر طعن کرنا سخت ترین ایذا

لسانی سے ہے۔ اور صاحب اشباہ نے لکھا ہے کہ زبان سے ایذا دینے والے کو مسجد سے نکالنا چاہیے۔

وكذا كل مؤذ في اللمسجد ولو بلسانه يمنع من المسجد. انتهى (الأشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ۳۲۱)

اور وہ شخص مردود ہے جو خدا تعالیٰ کو عرش پر مستقر قرار دے۔ جیسا کہ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

إنّ القول بأنّه تعالي مستقرّ على العرش أو جالس عليه مردود بوجوه عقلية ونقلية. انتهى

اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ آیات متشابہہ پر عمل کرنے والے کو ظاہر معانی آیات کے لے کر لوگوں کو بہکاتے ہیں۔

حيث قال تحت هذه الآية: "فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ" أى عدول عن الحق كالمبتدعة. فيبتغون بظاهره "ابْتِغاءَ الْفِتْنَةِ" طلب أن يفتنوا الناس عن دينهم بالتشكيك.(تفسير البيضاوي: ۲/ ٦)

اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کو بدوں حلالہ کے درست کہنے والے عالم کو روسیاہ کر کے نکال دینا لازم ہے۔

وهذه عبارته: فقيه يفتي بمذهب سعيد ويزوّج الأوّل بقيت يسوّد وجهه ويبعد. انتهي

ابن ہمامؒ نے لکھا ہے کہ ایسے عالم کو شرعًا کافر قرار دینا بعید نہیں۔

حيث قال: لا يحل لمسلم أن ينقله لكونه مخالفا للكتاب والسنة والإجماع والأمر فيه من ضروريات

الدين لا يبعد إكفار مخالفه. انتهى ملخصا

اور ساس سے نکاح کرنا ہرگز درست نہیں۔

قال الله تعالى: {وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ} [النساء٤: ٢٣]

یعنی حرام ہیں تمھارے پر ساسیں تمھاری۔

تفسیر کبیر میں یہ حدیث نقل کی ہے:

إذا نكح الرجل المرأة فلا يحل له أن يتزوج أمها، دخل بالبنت أو لم يدخل. (التفسير الكبير للرازي: ١٠/ ٢٨)

یعنی جب نکاح کرے کوئی شخص کسی عورت سے اس پر ساس اس کی حرام ہے اگرچہ اس عورت سے دخول نہ کیا ہو اور شرائط جمعہ اور ظہر اور احتیاط کو افعالِ شیطانی قرار دے مثل محمود شاہ کی، وہ سخت بے دین ہے۔ کیونکہ کتب احادیث اور فقہ میں یہ شرائط موجود ہیں۔ گویا اس نے ائمہ دین کو معاذ اللہ شیطان قرار دیا باوجود اس غلو کے جو لوگ اس کو حنفی گمان کرتے ہیں وہ کاٹھ کے اُلو ہیں۔ اگر کوئی ان کو ماں بیٹے کی گالی دے اس کے تو یہ جانی دشمن فوراً بن جاویں اور جو ہمارے اماموں کو تبصرۃ الجمو میں شیطان لکھ رہا ہے اس پر ذرا بھی خیال نہیں۔ اور اسی طرح احادیث منسوخہ اور مؤوّلہ پر بلا تاویل عمل کرنے والے کا مردود ہونا ظاہر ہے۔

چونکہ تقلید شخصی کے وجوب اور عدمِ وجوب میں اگرچہ بعض مقدّمین کو کلام ہے، لیکن مستحسن ہونے اس کے میں کسی اہل حق کو کلام نہیں۔

كيف وقد قال الله تعالى: {وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ} [لقمان: ١٥] ولا شك أن الأئمة الأربعة من المنيبين إلى الله.

پس تقلید کو حرام اور مقلدین کو مشرک کہنے والا شرعًا کافر بلکہ مرتد ہوا۔

لأن تحريم ما أحل الله وإكفار المسلم كفر والكفر بعد الإسلام ارتداد، ولذا قال في التفسير النيسابوري: أجمع العلماء لو أنّ مسلما ذبح ذبيحة وقصد بذبيحته التقرّب إلى غير الله صار مرتدا.

اور افتراء مندرجہ استفتاء در باب اکلِ قروط مذکور آنحضرت ﷺ پر کفرِ صریح اور ارتدادِ قبیح ہے۔

وذكر صاحب تحفة الأخلّاء في "عصمة الأنبياء" بما حاصله: أن كل من قال قولا يدل على إهانة نبي من الأنبياء مثل أن ينسب إليه إتيان كبيرة سواء كان قاصدا للسب أو لم يقصد لكن صدر عنه إما بجهالة أو أثر غم أو قلة مراقبة وقلة مبالاة في بيانه وتهور في كلامه فهو ساب له وحكم القتل بالكتاب والإجماع قال الله تعالى: {إِنّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا}[الأحزاب٣٣: ٥٧] فكل من آذى النبي فهو ملعون. وقال الله تعالى: {مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا}[الأحزاب٣٣: ٦١] فعلم أن الملعون واجب القتل.

عن علي بن أبي طالب أن رسول الله ﷺ قال: مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فاقتلوه وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَاضربوهُ. ولهذا أجمع العلماء من المفسرين والمحدثين وأئمة الفتوى من

المجتهدين من لدن الصحابة رضى الله عنهم أجمعين إلى يومنا على ما ذكرنا ولا يقبل عذره بالجهل، إذ لا يعذر أحد في الكفر بالجهالة، لأن معرفة ذات الله وصفاته وما يتعلق بأنبيائه فرض عين مجملا في مقام الإجمال ومفصلا في مقام التفصيل. ولهذا أفتى فقهاء الأندلس بقتل ابن حاتم بما شهد عليه من استخفافه بحق النبي صلى الله عليه و سلم وتسميته إياه أثناء مناظرة باليتيم. وزعم أن زهده صلى الله عليه و سلم لم يكن قصدا ولو قدر على الطيبات أكلها. وهذا جهل من ذلك الملعون بما جاء أنه عليه السلام خير من أن يكون نبيا ملكا وبين أن يكون نبيا عبدا فاختار الفقر وقال: أجوع يوما فأصبر وأشبع يوما فأشكر.

فالملعون المذكور أراد الطعن في زهده والقدح في فقره مع أنه محل فخره تواضعا لربه وانكسارا في أمره.

فإن كان القائل ممن تصدى لأن يؤخذ منه العلم أو الرواية أو يجزم بحكمه لكونه أسيرا أو قاضيا أو يجزم شهادته لعدالته أو يفتي في الحقوق يجب على سامع قوله الإفشاء والإشاعة بما سمع منه والتنفير للناس عنه ويجب الشهادة عليه بما قاله ليجتنب على من بلغه ذلك الذي صدر عنه من أئمة المسلمين إنكاره وبيان كفر وفساد قوله صيانة للأنبياء عن الطعن والنقص لا يجوز التهاون عنها في حق مؤمن إلا إذا قام بهذا من

علا به الحق وأفضلت به الحكومة وظهر به الصدق سقط عن الباقين، لكن مع ذلك يستحب لهم الدعوى والشهادة للتقوية والتشهير للقضية والمبالغة في الاجتناب والاحتراز.

وقد صرح علماؤنا الحنفية بتكفير من اعتقد أن النبي صلى الله عليه و سلم يعلم الغيب لأن الأنبياء عليهم السلام لا يعلمون الغيب. فمن اعتقد خلافه فقد افترى عليهم وحكم الافتراء قد مر من القتل. والمشهور من مذهب مالك وأصحابه وأقوال السلف وجمهور العلماء قتل الساب والمفترى حدا لا كفرا إن ظهر التوبة منه.

قال مُحَمَّد بن سحنون أجمع علماء الأعصار أنه كافر من شك في كفره فقد كفر ولحق به وإذا سمعت هذا فلا أظنك شاكا في أن إخراجهم من المساجد من الواجبات المهتمة للعامة لا سيما للعلماء والمشتهرين بالفتوى.

خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر افتراء کرنے والا مرتد ہے اور حکامِ اہل اسلام کو لازم ہے کہ اس کو قتل کریں۔ اور عذر داری اس کی بہ ایں وجہ کہ مجھ کو اس کا علم نہیں تھا، شرعًا قابل پذیرائی نہیں بلکہ بعد توبہ کے بھی اس کو مارنا لازم ہے۔ یعنی اگرچہ توبہ کرنے سے مسلمان ہوجاتا ہے، لیکن ایسے شخص کے واسطے شرعًا یہی سزا ہے کہ اس کو حکامِ اہل اسلام قتل کر ڈالیں۔ یعنی جیسے حدِ زنا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی اسی طرح یہ حد

بھی تائب ہونے سے دور نہیں ہوتی اور علماء اور مفتیانِ وقت پر لازم ہے کہ بہ مجرّد مسموع ہونے ایسے امر کے اس کے کفر اور ارتداد کے فتوے دینے میں تردّد نہ کریں ورنہ زمرہ مرتدین میں یہ بھی داخل ہوں گے کیونکہ صیانت انبیاء کی طعن اور نقص سے ہر فرد مکلف پر ہر لحظہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

اسی واسطے علماءِ شہر اندلس نے ابن حاتم کو جو ذی علم اور ہم جلیس مفتی وقت کا تھا، بہ مجرّد اطلاق کرنے لفظ یتیم کے آنحضرت ﷺ پر حکامِ وقت سے قتل کروا ڈالا۔ اور عوام اہل اسلام پر لازم ہے کہ بہ مجرد وقوع ایسے مفسدہ کے مدّعی اور گواہ ہو کر حکام سے سزایابی اس کی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور اس کے نزدیک جانے سے لوگوں کو باز رکھیں۔ یعنی ملاقات اور صحبت اس کی کو زہر قاتل سے بدتر تصوّر کریں ورنہ بموجب آیت: {وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ} [المائدة: ٥١] اور آیت {تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ○ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ} [المائدة: ٨٠، ٨١] زمرہ مرتدین میں داخل ہوگا۔ اور یہی حکم اس شخص کا ہے جس پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر علم غیب کا افترا لگائے جیسے بعض اہل بدعت برائے نام مقلد کہلا کر کلماتِ کفریہ کو مذہب حنفی قرار دیتے ہیں۔ در اصل یہ لوگ بھی مثلِ غیر مقلدین کی اہلسنت جماعت سے خارج ہیں۔

سوال

اہل قبلہ کو کافر کہنا ہرگز شرعاً درست نہیں، پس تم ان لوگوں کو کافر اور مرتد کیوں کہتے ہو؟

جواب

البتہ اہل قبلہ کی تکفیر بلا صدور کلمہ کفر منع ہے۔ ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

> إن المراد بعدم تكفير أهل القبلة أنه لا يكفر ما لم يوجد شيئ من أمارات الكفر. انتهى

صاحب مواقف بعد نقل اقوال فرقہائے ضالہ کی تکفیر اُن کی اہل سنت و جماعت سے صاف صاف نقل کرتا ہے:

> حيث قال ناقلا بعض المعتزلة: الناس قادرون على مثل القرآن ولا دلالة في القرآن على حلال وحرام وللعالم الٰهان: قديم ومحدث، هو المسيح. واليهود والنصارى وباقي الكفرة يصيرون في الآخرة ترابا لايدخلون نارا.
>
> وعن بعض الشيعة: لله تعالى جسم في صورة إنسان بل رجل من نور والائمة وأبو طالب نبي، ولا جنة ولا نار. وعن بعض الخوارج: كفر علي بالتحكيم وابن ملجم محق في قتله. انتهى ملخصا

"یعنی بعض معتزلہ کہتے ہیں کہ قرآن کی مانند اور کلام لوگ بنا سکتے ہیں اور قرآن میں کسی چیز کے حلال حرام ہونے کا ذکر نہیں اور

> خدا دو ہیں اور کوئی کافر دوزخ میں نہیں جائے گا، خاک ہوجائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا جسم ہے مثل آدمی کے اور جتنے امام اہل بیت کے گزرے ہیں سب پیغمبر ہیں اور ابوطالب بھی پیغمبر ہے اور خارجی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ معاذ اللہ کافر ہیں اور ابن ملجم قاتل ان کا حق پر تھا۔"

خیال کرنے کا مقام ہے کہ کوئی اہل اسلام کہہ سکتا ہے کہ فرقہائے مذکورہ جو اہل قبلہ کہلاتے ہیں کہ یہ مرتد اور کافر نہیں۔ اسی واسطے صاحب مواقف نے اخیر میں لکھا:

> لایکفر أحد من أهل القبلة إلا بما علم فيه نفي الصانع أو شرك أو انكار النبوة أو انكار ما علم مجيئه ﷺ به ضرورة أو انكار المجمع عليه. انتهى ملخصا

باقی تحقیق بطور بسط مسئلہ کے بیچ رسالہ اس عاجز کے جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے جواب میں لکھا ہے موجود ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کافر ہونے میں شک نہ کرنا چاہیے۔

> قال الله تعالى: {لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ} [البقرة: ١٧٧]

جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے زید بن رفیع سے نقل کیا ہے کہ:

ایشانرا کسے از حالِ خوارج پرسید کہ در تکفیر ایشان چہ میگوئید؟ ایشان از اصحاب قبلہ اند و نماز و روزہ بطریق اسلام بعمل مے آرند؟ زید بن رفیع گفت کہ بر استقبالِ قبلہ و نماز روزہ فریفتہ نشوید، نہ شنیدہ اید کہ خدائے تعالیٰ چہ فرمودہ است: "لیس البر أن تولوا..." تا آخر آیت۔ پس ہر کہ ایمانِ خود را بایں چیزہا درست کرد مومن است و ہر کہ بہ یکے ازینہا منکر شد کافر است۔ انتہیٰ

سوال

اگر غیر مقلدین کہیں کہ ہمارا عمل در آمد بموجب اسی آیت کے ہے؟

جواب

اگرچہ تم لوگ اپنے زعم میں مثل خوارج وغیرہ فرقہائے باطلہ کے اپنے آپ کو عاملِ قرآن سمجھتے ہو لیکن جب تم بموجب تحقیق اہل سنت وجماعت کے مثل خوارج کے در پردہ منکر قرآن ہوئے۔ پس مسلمان جاننا ہمارا تم کو گویا اپنے مشرک ہونے پر اقرار کرنا ہے۔ پس بنابر تحقیقاتِ صدر اخراج کرنا ان کا مساجد سے لازم ہے۔

لقوله تعالى: ما كان للمشركين أن يعمروا مساجد الله

قال الرازي ناقلا عن الواحدي: دلت هذه الآية على أن الكفار ممنوعون عمارة مسجد من مساجد الله.

وفي البيضاوي: عمارة المسجد العبادة والذكر ودرس العلم.

یعنی کفار کو واسطے عبادت کے بھی مسجد میں داخل ہونا درست نہیں اور نیز بر تقدیر ارتداد حق تولیت مساجد کا بعد ارتداد کے باقی نہیں رہتا ہے۔

قال في الوقاية: ويزول ملك المرتد عن مال موقوفا، فإن أسلم عاد. انتهى

سوال

بعض غیر مقلد امور مذکورہ استفتاء سے اپنی بریت ظاہر کرتے ہیں۔

جواب

اگرچہ بعض غیر مقلد بظاہر کلمات مذکورہ سے بریت اپنی بیان کرتے ہیں لیکن چونکہ موالات اور معاونت ان کی مد نظر رکھتے ہیں مثلاً اگر کوئی مقدمہ غیر مقلدین کا ساتھ اہل سنت کے ہندوستان، بنگالہ یا پنجاب وغیرہ میں واقع ہو چندہ جمع ہوکر روانہ ہوتا ہے اور بذریعہ خط تحریری مدد پہنچتی ہے۔ پس یہ لوگ بھی بموجب آیت "ومن يتولهم منكم فإنه منهم" اسی فریق میں داخل ہوئے۔ اگرچہ ایسے اشخاص کے متعلق ہم فتویٰ صراحتاً کفر اور ارتداد کا نہیں دے سکتے لیکن اخراج ان کا بھی مساجد سے ضرور ہے کیونکہ خلط ملط ہونے ان کے سے عقائد عوام کے بگڑ کر اہل سنت کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ اور اخراج ان کا داخل ظلم نہیں، یہ عین عدل ہے۔ پس نکالنے والا داخل وعید آیت: {وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا} [البقرة۲: ۱۱۴] میں داخل نہیں کیونکہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ جو شخص اہل حق کو مسجد میں عبادت نہ کرنے دے اور مسجد کے ویران کرنے میں ساعی ہو جیساکہ مشرکین مکہ نے حضرت ﷺ کا مکہ سے روکا اور نصاریٰ نے بیت المقدس کو فتح کرکے ویران کیا۔

> وفي البيضاوي: عام لكل من خرب مسجداً، أو سعى في تعطيل مكان للصلاة. وإن نزل في الروم لما غزوا بيت المقدس وخربوه وقتلوا أهله أو المشركين لما منعوا رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أن يدخل المسجد

الحرام عام الحديبية. انتهى (تفسير البيضاوي (١/ ١٠١)

اور یہ مراد نہیں کہ کسی کو مسجد سے نکالنا درست نہیں اگرچہ اس کے آنے سے ایذا اور فتنہ متوقع ہو، ورنہ آنحضرت ﷺ لہسن پیاز کھانے والے کو مسجد سے اور سیدنا امیر المؤمنین عمرؓ عجوزہ مجذومہ کو طواف مکہ سے مانع نہ آتے اور سیدنا امیر المؤمنین مرتضیٰ علی کرام اللہ وجہہ اعظم بے علم کو مسجد سے نہ نکالتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي خَيْبَرَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا. (صحيح البخاري ١/ ١٧٠)

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ " مَرَّ عَلَى امْرَأَةٍ مَجْذُومَةٍ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ: يَا أَمَةَ اللَّهِ، اقْعُدِي فِي بَيْتِكِ، وَلا تُؤْذِي النَّاسَ. رواه محمد في الموطا (موطأ مالك رواية محمد بن الحسن الشيباني ص: ١٦١)

شاہ عبدالعزیز صاحب در تفسیر عزیزی نوشتہ اند کہ مفسر و مجتہد را می باید کہ علم ناسخ و منسوخ داشتہ باشد وبدوں ایں علم او را حکم شرع از غیر آں ممتاز و معلوم نہ مے تواند شد بسا کہ حکم منسوخ را حکم شارع دانستہ فتویٰ خواہد داد ودر غلط خواہد افتاد۔ ولہٰذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المؤمنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشاں روزے در مسجد کوفہ داخل شدند دیدند کہ شخصے وعظ می گوید، پرسیدند کہ ایں کیست؟ مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم را از خدا مے ترساند واز گناہاں منع مے کند۔ فردند کہ غرض ایں شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد، ازو پرسیدند کہ ناسخ را از منسوخ جدا

مے داند؟ گفت کہ ایں علم خود نہ دارم۔ فرمودند کہ او را از مسجد
برارید۔ انتہیٰ بلفظہٖ

پس جب کہ روکنا مسجد سے بہ سبب بوئے لہسن اور طواف سے بہ سبب علت جذام اور نکالنا واعظ کا بہ سبب عدمِ امتیاز ناسخ و منسوخ شرعًا درست ہوا تو غیر مقلدوں کو جو جامع امور مذکورہ کے ہیں نکالنا بطریق اولیٰ درست ہوا اور بہ سبب لحوق اس مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھ کر ہے اور مساجد میں ان کے آنے سے فتنہ اور فساد برپا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ مفسد کو دوست نہیں رکھتا۔ حیث قال: واللہ لا یحب المفسدین

الراقم
محمد ولد مولوی عبد القادر صاحب مرحوم
لودھیانوی حال وارد عظیم آباد

چونکہ ایں مردم بموجب حدیث: "اتبعوا السواد الأعظم، فمن شذ شذ في النار" خارج انداز فرقہ ناجیہ پس ایں خارجیاں را از مساجد ہم خارج باید کرد۔ واللہ اعلم

کتبہ العبد الضعیف المسمی بسید اکبر
مدرس مدرسہ کوئل متعلقہ عبد الشکور خان
متوطن پشاور حال وارد عظیم آباد

الراقم محمد حنیف ساکن جلال آباد

من اجاب قد صاب
سید شمس الدین

المجیب مصیب وللہ در المجیب
ابراہیم عفی عنہ

علماء لدھیانہ کی مزید کتب

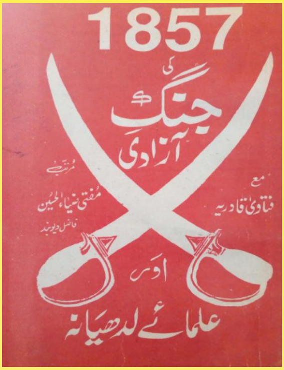
1857

کی

جنگ آزادی

مع فتاویٰ قادریہ

مرتب مفتی ضیاء الحسن فاضل دیوبند

اور

علمائے لدھیانہ

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

اکابرین جمعیت علماء ہند

کیمبرج یونیورسٹی انگلینڈ کے تعاون سے

جمع و ترتیب

مشہود مفتی

مفتی محمد نعیم صاحبؒ دارالعلوم کے فاضل قدیم متحدہ ہندوستان و پاکستان میں علمی و دینی خدمات کی وجہ سے ممتاز و مشہور اور ہندوستان کی سیاسی تحریکات کے نامور رہنما تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ خدمت خلق میں گزرا اور ہمیشہ دینی و قومی جدوجہد میں مصروف رہے۔ (روئیداد دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۰ھ ص ۴)

(اس خاندانِ رفیع الارکان علماء لدھیانہ کی دینی، سیاسی اور قومی وملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔
ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری)

علمائے لدھیانہ کا

فتویٰ دار الحرب

نصرۃ الابرار

۱۸۸۸ء

علمائے لدھیانہ

مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ، مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ

شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ (صدر جمعیت علمائے ہند) نے اپنی کتاب "نقش حیات" کے صفحہ نمبر ۴۸۲ پر فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے۔

مشہور مؤرخ مولانا محمد میاںؒ نے اپنی کتاب "علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے" کے صفحہ نمبر ۱۱۴ تا ۱۲۰ میں تفصیل سے فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے

اس خاندانِ رفیع الارکان علماء لدھیانہ کی دینی، سیاسی اور قومی وملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔
(ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری)

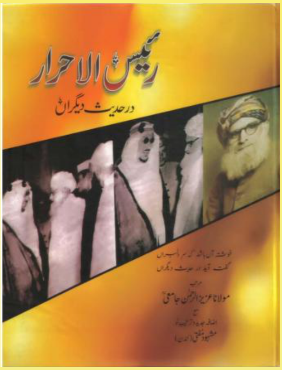
رئیسؒ الاحرار

در حدیث دیگراںؒ

مرتب

مولانا عزیز الرحمٰن جامعی

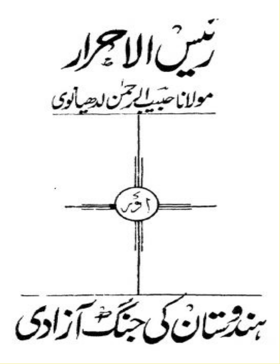
رئیس الاحرار

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

اور

ہندوستان کی جنگ آزادی

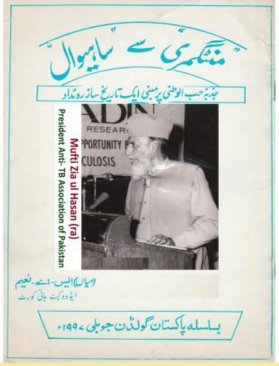
منٹگمری سے "ساہیوال"

جذبۂ حب الوطنی پر مبنی ایک تاریخ ساز روئداد

Mufti Zia ul Hasan (ra)
President Anti- TB Association of Pakistan

(میاں) ایس۔ اے۔ نعیم
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

بسلسلہ پاکستان گولڈن جوبلی ۱۹۹۷ء

تمام کتب اس لنک پر دستیاب ہیں

https://archive.org/details/ulemaeludhiana